Session: 2020-21

KNOWLEDGE SERIES-I

پسماندہ بستیوں سے کیا مراد ہے؟

(What is Ghettoisation?)

(For Academic and Knowledge Dissemination Purpose Only)

Prepared by

Dr. S Abdul Thaha

Assistant Professor, ACSSEIP, MANUU

Al Beruni Centre for the Study of Social Exclusion and Inclusive Policy

Maulana Azad National Urdu University,

Gachibowli, Hyderabad-500032

تمہید:

آج کل ساری دنیا میں اقلیتوں کے گروہوں کی شہری علاقوں میں پسماندہ بستیوں کی علحدہ رہائش پر تشویش کا اظہار کیا جارہا ہے۔اس کی بڑی وجہ مغربی ممالک ہیں۔لیکن یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں ہے۔گذشتہ صدیوں میں اس میں کئی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔آج کل کی پسماندہ بستیاں،شہری معاشرہ کے مستقل حصوں کی حیثیت سے تصور کی جارہی ہیں۔چاہے وہ امریکہ کے سیاہ فام شہری ہوں، جرمنی میں ترک ،فرانس میں الجیریائی، باشندے ہوں یا سربیا، برطانیہ اور ہندوستان میں مسلمان، برطانیہ میں پاکستانی یا اسرائیل میں فلسطینی ہوں،تشویش کی بات یہ ہے کہ کسی مخصوص نسلی، مذہبی یا ثقافتی گروہ کا کسی شہر یا ملک کے ایک محدود علاقہ میں مجتمع ہوجانا، نہ صرف اُس گروہ کے لیے کئی ایک مسائل پیدا کرتا ہے بلکہ اُس معاشرہ کو بھی پریشانی میں مبتلا کردیتا ہے۔ جس کا وہ ایک حصہ ہے۔لیکن اس نوعیت کے اجتماعات یکساں نوعیت کے نہیں ہیں۔اس طرح کی اجتماعی بستیاں رضا کارانہ ہوسکتی ہیں۔جوایک دوسرے سے قریبی دوستانہ تعلقات اوررشتہ داریوں کی بنا پر وجود میں آتی ہیں یا پھر کسی جبر اور امتیاز کی وجہ سے گروہ کی مرضی کے بغیر اُسے علحدہ رہنے پر مجبور کردیا جاتا ہے۔زیادہ تشویش کی بات یہ ہے کہ وہی گروہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اپنی خصوصیات تبدیل کرلیتا ہے۔جو چیز عارضی تصور کی جاتی تھی وہ مستقل صورت اختیار کرلیتی ہے۔

علحدہ رہائش،ابتداء میں باہمی تعاون کے لحاظ سے مفید معلوم ہوتی ہے۔لیکن آگے چل کر علحدہ رہنا،اُس گروہ کے افراد کے لیے مجبوری بن جاتا ہے۔ جو معاشرتی اخراج کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

پسماندہ بستیوں کی ابتداء اور تعریف

اصطلاح اقلیتی گروہ کا شہری' پسماندہ علاقہ (Ghetto) کا پہلی بار استعمال یہودیوں کے لیے کیا گیا۔دراصل پسماندہ بستی شہری علاقہ کا ایک ایسا حصہ ہے۔جس میں یہودیوں کو رہائش کے لیے مجبور کر یا گیا تھا۔عام طور پر ایسے علاقے کو ایک دیوار سے محصور کردیا جاتا تھا۔جس کے ایک یا ایک سے زیادہ دروازے تھے۔اس اصطلاح کی ابتداء بحث کا ایک مستقل موضوع رہی ہے۔اس کا اولین استعمال غالباً 1516 میں شہر وینس (Venice) کے ایک ایسے محصورہ علاقے کے لیے کیا گیا جو Ghetto Nuovo کے نام سے جانا جاتا ہے۔یہ دیواروں سے گھیرا گیا تھا۔اوراس میں دروازے نصب تھے۔ اس کے بارے میں یہ اعلان کردیا گیا تھا کہ یہ علاقہ صرف یہودیوں کے لیے کُھلا ہے۔بعد میں اس اصطلاح کو اسی نوعیت کی یہودیوں کی بستیوں تک توسیع دی گئی۔یہودیوں کی آبادی سے ہٹ کر علحدہ رہائش اختیار کرنے کی یہ روایت یوروپ کے دیگر شہروں تک پھیل گئی۔

جس زبان میں اس اصطلاح کا آغاز ہوا تھا۔اُس میں اس کا اصل مفہوم واضح تھا یعنی''شہر میں ایسی بستی یا علاقہ' زیادہ تر اٹلی میں' جو یہودیوں کے لیے ہی محدود تھا۔''

سولہویں اور سترھویں صدیوں میں وینس (Venice) کی طرح یوروپ کے دیگر شہروں جیسے فرانکفرٹ' پراگ اور روم میں یہودیوں کی آبادیوں کو جبراً عام آبادی سے الگ کر کے دیواروں کے ذریعہ محصورہ علاقوں میں سخت پابندیوں کے ساتھ محدود کردیا گیا۔

اصطلاح Ghetto سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ علاقے یہودیوں کے لیے قانونی طور پر Coercive Ghettos تھے یا یہودیوں نے خود رضا کارانہ طور پر اپنی معاشرتی اور ثقافتی شناخت کو محفوظ کرنے کے لیے ایسی بستیاں قائم کرلی تھیں۔

ایسے شہری پسماندہ علاقے جو قرون وسطیٰ میں پائے جاتے تھے۔ اُن میں یہودیوں کو رہائش اختیار کر لینے کے لیے مجبور کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہودیوں نے شہروں کے دوسرے باشندوں سے اپنے روابط کو برقرار رکھا اور ایک مضبوط معاشرتی زندگی گزاری۔

شہری علاقوں کی پسماندہ بستی۔ تبدیلی مفہوم

پسماندہ بستی کے بارے میں ہمیشہ یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ اس میں مرضی یا اختیار کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ یہ ایسے علاقے تھے جہاں لوگوں کو رہائش اختیار کر لینے کے لیے مجبور کر دیا جاتا تھا۔ چاہے وہ Semitic یعنی سامی (حضرت نوح کے بیٹے سام کی اولاد میں سے کوئی جس میں یہود، عرب وغیرہ شامل ہیں) حکومتوں کی طرف سے امتیازی سلوک کی وجہ سے جیسے Red _Zoning (فٹ بال کی ایک اصطلاح جو گول لائن سے 20 گز اندر کے علاقے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔) کی وجہ سے ہوں۔

پسماندہ بستی کا موجودہ استعمال حیرت انگیز طور پر پسماندہ بستی کی تاریخ سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔ Venice کے Ghettos مال دار تاجرین کی رہائش گاہیں تھیں۔ وارسا (Warsaw) کے Ghettos میں مزاحمت کرنے والے جنگجوؤں کو رکھا گیا تھا۔ بیسویں صدی کے امریکہ کے Ghettos جیسے Harem میں شکاگو کے Bronzeville کے سیاہ فام پیشہ ور طبقے کے کئی ادبی اور ثقافتی تحریکوں کے جہد کاروں کو ذہنی تبدیلی کے لیے رکھا گیا تھا۔

حالیہ عرصہ میں نسلی اور مذہبی اقلیتوں کے افراد نے خود اپنے طور پر شہری پسماندہ بستیوں میں نقل مکانی اس توقع کے پیش نظر کی کہ باہمی تعاون کے ماحول میں رہنے سے، آبادی کے ظلم واستبداد کے احساسات سے نجات پانے میں مدد ملے گی۔ ان پسماندہ بستی میں وہ اپنے آپ کو محفوظ تصور کرتے ہیں کیوں کہ وہ ''غیروں کی آبادی'' سے ربط میں نہیں رہتے اور روزانہ کی تحقیر اور خطرات سے بچے رہتے ہیں۔ ماضی کے تجربات اور معقول تجزیات یا خود اپنے معاشی مفادات کے پیش نظر وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ کسی شہری پسماندہ بستی میں اس طرح سے اپنے آپ کو محصور کر لینے کی (جیسا کہ ابتداء میں یہودیوں نے کیا تھا اور بعد میں سیاہ فام باشندوں اور نسلی رمذہبی اقلیتوں نے بھی ایسا کیا) مقامی نظم ونسق نے بھی آسانی سے اجازت دے دی تاکہ وہ وسیع پیمانے پر ضروری بنیادی شہری سہولتوں کا مطالبہ نہ کرسکیں۔ جو شہر کے اُن کے ہمسایوں کو حاصل ہیں۔

تاہم، پسماندہ بستی کے مفہوم میں ایک نازک سا فرق ہے۔ یعنی اب یہ اصطلاح آبادی کے ایسے اجتماع (Cluster) یا Enclave (نسلی، ثقافتی یا ذہنی طور پر متجانس آبادی) کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ جس کا انحصار اُس کی تشکیل کی نوعیت پر ہوتا ہے۔ ان اصطلاحات کی وضاحت ذیل میں دی جارہی ہے۔

پسماندہ بستی (Ghetto): یہ ایسا گنجان علاقہ ہے جو آبادی کے کسی مخصوص گروہ کو عام آبادی سے الگ کرتا ہے اور انہیں ایک علاقے میں محصور کر دیتا ہے۔ جس کی خارجی طور پر یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ اس گروہ کو نسلی، مذہبی، نسبی لحاظ سے غالب معاشرے سے حقیر یا ادنیٰ تصور کیا گیا ہو۔

Enclave: اس کی تعریف گنجان آبادی کے ایک ایسے مخصوص گروہ کی حیثیت سے کی گئی ہے۔ جو نسب، مذہب یا کسی اور طرح سے اپنے آپ کو دوسروں سے ممیّز تصور کرتا ہے اور ایسے مقامات پر مجتمع ہوتا ہے۔ جہاں اس کی معاشی، معاشرتی اور ثقافتی ترقی کے ذرائع میسر آتے ہوں۔ یہ ایک چھوٹے سے علاقے پر ایک مخصوص گروہ کی ایک چھوٹی سی آبادی پر مشتمل ہوتا ہے۔

Cluster: یہ ایک عمومی اصطلاح ہے جس کا مفہوم کسی علاقے کی گنجان آبادی ہونا ہے۔ شہری پسماندہ علاقوں کی تشکیل عمومی آبادی سے علاحدگی کا عمل ہے۔ جب کہ کسی مخصوص آبادی کا ایک جگہ مجتمع ہونا جمگھٹا (Congregation) کہلاتا ہے۔ جو Cluster کی تشکیل کا ایک طریقہ ہے۔

تاہم Ghettos شہریوں کی جہاں جی چاہے وہاں رہنے کی آزادی کو سلب (ختم) کرکے، کسی مخصوص شناخت کے مختلف طبقات کے لوگوں کو اُن کی مرضی و منشاء کے برخلاف ایک جگہ رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔ موجودہ استعمال میں لفظ Ghetto نے بالجبر علاحدگی کے اپنے مفہوم کو بالکلیہ طور پر کھو دیا ہے۔ یہ ایسا مفہوم تھا۔ جسے اُس نے کئی صدیوں تک قائم رکھا تھا۔ لیکن (Ghetto Cultures) کے حوالہ جات سے ایسی روایتوں کا کوئی پتہ نہیں چلتا۔ لیکن Ghettos کا مفہوم، اخراج کی زندگی، امتیاز، غریبی اور نا کافی بنیادی شہری ضروریات جو کسی مخصوص طبقے پر زبردستی مسلط کر دی گئی ہیں۔

امریکہ میں اکثر لوگ Ghetto کے مفہوم کو 'افریقی، امریکی رہائش' کے تناظر میں خیال کرتے ہیں۔ امریکہ کی تاریخ میں کسی بھی نسبی یا نسلی گروہ کو "سوائے ایک گروہ کے" کبھی بھی شہری علاقوں کی پسماندگی کے تجربے سے نہیں گزرنا پڑا۔ شہر کے سیاہ فام باشندوں کے لیے Ghetto ایک فطری، جبری رہائشی علاحدگی کا عمل ہے۔ اسی صورت حال کا تقابل کرتے ہوئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان افریقی امریکیوں کی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ ہندوستان میں روزگار کے معاملے میں امتیاز اور رہائش کی سہولتوں کی فراہمی میں تعصب میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جس کے نتیجہ کے طور پر ہندوستان کے مسلمانوں میں شہری پسماندہ علاقو میں اضافہ درج کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان میں سوائے مسلمانوں کے اس قسم کے حالات کبھی بھی کسی دوسرے طبقے کو پیش نہیں آئے۔ اگر چہ کہ دلت طبقات سے بھی امتیاز برتا جاتا ہے۔ لیکن جس نوعیت کی نفرت مسلمانوں سے کی جاتی ہے اور جس قسم کے خوف سے مسلمان گزر رہے ہیں ایسا دلتوں کے ساتھ نہیں ہوا۔

پسماندہ بستی کی نوعیت

ابتداء ہی سے نسل، نسب یا مذہب، پسماندہ بستی (Ghetto) کی تعریف بیان کرنے کے سلسلہ میں کلیدی مفاہیم رہے ہیں۔ بعض دانشوروں نے اس اصطلاع کی ایک غیر جانب داریعنی معروضی تعریف بیان کرنے کی کوشش کی ان لوگوں نے یہ تجویز کیا کہ پڑوس کا ایسا کوئی بھی علاقہ جس میں آبادی کا 40 فی صد حصہ غریبی کی زندگی گزارتا ہو۔ Ghetto کہلاتا ہے۔ لیکن کئی محققین نے یہ مشاہدہ کیا کہ صرف غریبی ہی ایک وجہ نہیں ہے جس کی بنا پر کسی علاقے کو Ghetto کہا جاسکے۔ ذات اور نسل کی اساس پر کئی گلیوں اور مقامات کے نام رکھے گئے ہیں۔ جیسے Chinatown اور Latino وغیرہ۔ یہ غربت زدہ علاقے ہیں لیکن انہیں Ghettos نہیں کہا جاتا۔ جو چیز آبادی کے دیگر علاحدہ شدہ حصوں کو Ghettos سے ممیّز کرتی ہے وہ نام کے فرق کو ظاہر کرتی ہے کہ اخراجی عمل کو جاری رکھتے ہوئے کس طرح سیاہ فام باشندوں کے لیے علاحدہ بستیاں قائم کی گئیں۔

اکثر صورتوں میں پسماندہ بستی شہر کے ایسے مقامات پر واقع ہوئے ہیں۔ جہاں پر پہلے گنجان آبادی تھی۔ وسیع پیمانے پر منتشر لوگوں کو پسماندہ بستی میں منتقل کرنا ایک حوصلہ شکن عمل تھا ریاست گجرات کے شہر احمد آباد کے جوہاپورکا علاقہ' لاکھوں مسلمانوں کا مسکن تھا۔ جسے مسلمانوں کی شہری پسماندہ بستی Muslim Ghetto کا نام دیا گیا تھا۔ جس میں مزید ایک لاکھ مسلمانوں کو ریاست کے دوسرے مقامات سے لاکہ بسایا گیا تھا۔ یہ پہلے ہی سے نظر انداز کیا ہوا علاقہ تھا۔ اس میں آبادی میں مزید اضافہ ہوجانے کی وجہ سے واضح اسباب سے مقامی نظم و نسق نے بنیادی شہری سہولتوں کو نظر انداز کیا۔

شہر میں پسماندہ بستی میں گنجائش سے زیادہ آبادی بڑھ گئی۔ ایک مخصوص شناخت رکھنے والے شہری، ہمسایہ شہروں سے یہاں منتقل کیے گئے۔ اور کئی صورتوں میں دیہاتوں سے لوگوں کو منتقل کیا گیا۔ تاکہ یہاں ان کے لیے رہائش فراہم کی جا سکے۔ نقل مکانی کا یہ عمل جو ساری دنیا میں واقع ہوا۔ ابتداء ہی سے زیادہ گنجان آبادی کا سبب بنا۔ مثال کے طور پر ایک عام شہری پسماندہ بستی (Typical Urban Ghetto) میں اوسطاً 6 تا 9 لوگ رہتے ہیں۔ جنہیں صحت اور نفسیاتی بے قاعدگیاں پیش آتی ہیں۔

پسماندہ بستی کے حالات زندگی

پسماندہ بستی کی زندگی، غریبی، بھوک، بیماری اور انتہائی مایوسی سے عبارت ہے۔ گھر اور گھروں کے کمرے گنجائش سے زیادہ لوگوں سے بھرے رہتے ہیں۔ جس گھر میں 8 تا 10 لوگ رہ رہے ہیں وہاں صرف 4 لوگوں کو رہنا چاہئے۔

پسماندہ بستی میں رہنے والے خاندان، اپنے آپ کو نئی حقیقتوں سے مطابقت پیدا کرتے ہیں۔ وہ مسلسل حقارت کے خوف میں رہتے ہیں۔ انہیں گھر سے بے دخل کر دینے اور ملک بدر کر دینے کا خدشہ لگا رہتا ہے۔ گزر بسر کے لیے روزی حاصل کرنا اور باقاعدہ ملازمت کا حصول، غذا جیسی بنیادی ضروریات کے لیے جدوجہد کرنا، صاف پینے کے پانی کی دستیابی، صفائی ستھرائی، گندے پانی کی نکاسی، سر چھپانے کے لیے گھر کا آسرا اور تن ڈھانکنے کے لیے لباس اُن کے لیے ایک مستقل چنوتی (Challenge) ہے۔ یہ سنجیدہ نوعیت کے صحت کے مسائل ہیں۔ وبائی امراض کا پھوٹ پڑنا، دیگر متعدی امراض جیسے دق میں مبتلا ہونا عام ہیں۔ بھکاری ہر جگہ پائے جاتے ہیں۔ تاہم مذہبی سرگرمیاں اور ثقافتی زندگی جو موسیقی، شاعری اور فن اخراج اور غریبی سے عارضی سکون کی مہلت فراہم کرتے ہیں۔ قسمت اور حیات کی غیر یقینی کیفیت شاید سے زیادہ ناقابل برداشت ہے۔

جوہاپورہ۔ مسلمانوں کی ایک شہری پسماندہ بستی ' پانچ لاکھ باشندے

جوہاپورہ' ریاست گجرات کے شہر احمد آباد کے نئے مغربی حلقے کے پڑوس میں واقع ایک پسماندہ شہری علاقہ ہے۔ابتداء میں اس علاقے کو ایسے لوگوں کو بسانے کے لیے فروغ دیا گیا تھا۔جن کے مکانات 1973ء کے سیلاب میں تباہ ہوگئے تھے۔یہ ہندوستان کی سابق وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی کی طرف سے قائم کیا گیا تھا۔ اُس وقت اس علاقہ کو سنکلت نگر (sankalit Nagar) کہا جاتا تھا۔جس میں ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے قریب رہتے تھے۔یہ لوگ ایک دوسرے کے صحن اور غسل خانے بھی مشترکہ طور پر استعمال کرتے تھے۔جوہاپورہ شہر کا ایک چھوٹا سا مضافاتی علاقہ (suburb) تھا۔جس میں 1980ء کی دہائی تک مسلمانوں کی ایک قلیل آبادی رہتی تھی۔لیکن 1985ء اور 2002ء کے گجرات کے فرقہ وارانہ فسادات کے بعد احمد آباد کے مسلمان اور ہندو غالب آبادی والے علاقوں سے مسلمان یہاں منتقل ہوئے۔آج کل جوہاپورہ کی آبادی زیادہ تر مسلمانوں پر مشتمل ہے۔یہاں پر تقریباً پانچ لاکھ مسلمان رہتے ہیں۔اس لیے یہ اس مفہوم میں Ghetto ہے کہ یہاں پر لوگوں کو رہنے کے لیے مجبور کیا گیا اور یہاں پر بنیادی شہری سہولتیں جیسے پینے کے لیے صاف پانی' گندے پانی کی نکاسی کا انتظام' گلیاں' سڑکیں' اچھے مدارس نہیں ہیں۔لیکن یہ بالکلیہ طور پر ایک غریب بستی نہیں ہے۔کیوں کہ مسلمان پیشہ ور اور تاجروں کی ایک بڑی تعداد یہاں رہتی ہے۔اس وجہ سے یہاں مکانات کی تعمیر کو نہایت تیزی سے فروغ حاصل ہوا۔جس کے نتیجے کے طور پر افراط زر میں اضافہ ہوا اور زمینات اور مکانات کی قیمتیں بہت زیادہ ہوگئیں۔جوہاپورہ جرائم پیشہ افراد اور زمینات کے مافیا کے علاوہ سیاست دانوں کے لیے ایک محفوظ جگہ رہا ہے۔چوں کہ یہاں زمینات کی قلت ہے۔اس لیے جوہاپورہ میں غیر قانونی طور پر مکانات کی تعمیر جاری ہے۔جس کی وجہ سے مسائل مزید پیچیدہ ہورہے ہیں۔

اقلیتی طبقہ جسے 2002ء کے فرقہ وارانہ فسادات میں پیچھے ڈھکیل دیا گیا تھا۔اور جو اخراجی احساسات کے تلے دبا ہوا تھا' ناکافی اسباب کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہے۔یہاں کے رہنے والے کئی لوگوں نے کہا کہ انہوں نے شہر کے دیگر علاقوں میں رہائش کے لیے مکانات کے حصول کی کوشش کی لیکن اُن کے مسلم ناموں اور مالیہ کی قلت کی وجہ سے انہیں اس مقام سے دوسرے مقامات کو منتقل ہونے کے لیے مزاحمت پیش آئی۔

پسماندہ بستی کے خطرات

حالیہ برسوں میں ہم نے ''ترقی یافتہ'' اور ترقی پذیر' دونوں ممالک میں شہری پسماندہ علاقوں میں فروغ کے رجحان کا مشاہدہ کیا ہے۔یہ رجحان' نہایت خطرناک ہے۔صرف اس لیے نہیں کہ یہ معاشرتی رشتوں کو کمزور کردیتا ہے بلکہ اس لیے بھی کہ یہ خود اپنے آپ کو تقویت دیتا ہے۔جتنے زیادہ پسماندہ بستیوں کو ہم نے فروغ دیا (یا ابھرنے کی اجازت دی) اتنی ہی زیادہ مشکل اس رجحان کو پلٹ دینے میں پیش آئی تاکہ ایک مستحکم معاشرہ تشکیل دیا جاسکے۔

Ghettoisation ایک دوطرفہ وقوعہ ہے۔ایک طرف تو ''از خود' معاشرے کے غریب اور حاشیئے پر یعنی کنارے پر کردیئے گئے یا نظر انداز کردیئے گئے (یا خارج کردئے گئے) افراد ہیں جو ہندوستان جیسے ترقی پذیر ملک میں پائے جاتے ہیں اور ان علاقوں کو شہری گندی بستیاں (Slums) یا کالے لوگوں کی بستیاں (Townships) کہا جاتا ہے۔ان مقامات پر بنیادی شہری ضروریات (جیسے صحت کی خدمات جو پانی کو صاف کرنے اور بجلی کی فراہمی سے متعلق ہیں) دستیاب نہیں ہیں۔ایسے کئی علاقوں میں نہایت سنگین نوعیت کے جرائم کی شرح میں اضافہ ہورہا اور انہیں روکنے کے لیے حکومت کو ناکامی ہورہی ہے۔(یا عزم کی کمی ہے) تاکہ وہاں رہنے والوں کی اور خاص طور پر باہر سے آنے والوں کی صیانت کا انتظام ہو۔ترقی یافتہ دنیا میں یہ

صورت حال کسی قدر بہتر معلوم ہو رہی ہے۔ لیکن یہاں پر بھی ہر بڑے شہر میں Ghettos دیکھے جاسکتے ہیں۔ اگر چہ کہ ان ممالک کی آبادی غریب ممالک کے مقابلے میں کسی قدر بہتر ہے۔ لیکن ان کی بھی سرگرمیاں رخصوصیات اسی طرح کی ہیں۔

- نسبتاً کم عوامی سہولتیں اور انفرااسٹر کچر
- زیادہ بے روزگاری
- جرائم کی نسبتاً زیادہ شرح
- شہری سرگرمیوں میں کم شراکت

رہائشی مکانات میں فروغ پاتا ہوا تعصب

شہری اقدار کی ترتیب، تغیر کے مسلسل عمل سے گزر رہی ہے۔ یکساں شناخت رکھنے والے افراد ایک جگہہ مجتمع ہو رہے ہیں اور دوسرے لوگوں سے وہ بہ مشکل اپنے تعلقات رکھتے ہیں۔ یعنی وہ دیگر افراد سے میل جول نہیں بڑھاتے خاص طور پر اگر ایسے افراد کا تعلق اقلیتی فرقوں سے ہو۔ یہ بات فطری ہے کہ ایک ہی نسب، مذہب اور نسل سے تعلق رکھنے والے افراد Enclaves (نسلی، ذہنی، ثقافتی طور پر ممیز اقلیتی حصار) میں گھرے ہوئے ہوں یا ایسے اجتماعات رگروہوں (Clusters) میں شامل ہوں جو زیادہ آبادی کی وجہ سے بالآخر پسماندہ بستی (Ghetto) میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ کم آمدنی والے خاندان، پڑوس کے علاقوں کو منتقل نہیں ہو سکتے۔ چونکہ ان کے پاس ان علاقوں میں مکانات خریدنے کے لیے مالی استطاعت نہیں ہے۔ تاہم متوسط طبقے کے افراد، اگر چہ کہ وہ نقل مکانی کی استطاعت رکھتے ہیں لیکن پڑوس کے علاقوں میں تعصب اور امتیازات کے طریقوں کی وجہ سے دیگر علاقوں کو منتقل ہونے کی جراءت نہیں کر پاتے۔ وہ ان علاقوں میں نہ مکانات خرید سکتے ہیں اور نہ انہیں کرایہ پر حاصل کر سکتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں اپنے علاقوں میں رہنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ ہندوستان کی مختلف ریاستوں سے جو رپورٹیں آئی ہیں وہ یہ ظاہر کرتی ہیں کہ فرقہ وارانہ تعصب کی وجہ سے رہائش کا مسئلہ فرقہ وارانہ علاحدہ رہائش پر مجبور کر رہا ہے۔

ایک اہم چنوتی جو درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ان شہری پسماندہ بستیوں میں رہنے والوں کو ان حالات سے کیسے باہر نکالا جائے۔ جن میں وہ اپنی پسند اور اختیار سے نہیں بلکہ معاشی مجبوریوں کی وجہ سے پھنس گئے ہیں۔ انہیں اس لیے بھی ان حالات سے نجات دلانا ضروری ہے۔ کیوں کہ رہائشی بازار (Housing Market) میں یہ تعصب سرایت کر گیا ہے۔ یہ ایک نہایت معترضانہ بات ہے کہ صرف نسلی اور مذہبی اقلیتوں کو اپنی پسند کی تجارت اور اپنی ترجیحات کے لیے رقومات کے لین دین سے محروم کیا جائے۔ اگر رہائشی مکانات کا بازار کھلا ذہن رکھتا ہے اور غیر متعصّبانہ رویہ اختیار کرتا ہے تو ان شہری پسماندہ بستیوں کے اکثر مکین، نئے گھروں میں منتقل ہو سکیں گے۔ بعض لوگ اپنی خواہش سے اپنی شہری پسماندہ بستیوں میں رہنا پسند کریں گے تا کہ وہ معاشرے کا حصہ بن کر اس کی سرگرمیوں میں شرکت کر سکیں اور بعض اصحاب اس لیے بھی ایسے ماحول میں رہنے کو ترجیح دیں گے کیوں کہ ان کو ہمسائیگی

پسند ہے اور وہ شہروں کو منتقل ہونے کی کوئی خواہش نہیں رکھتے۔ لیکن عمومی طور پر ان شہری پسماندہ بستیوں کے مکین اس ماحول سے باہر آنا پسند کریں گے۔ اگر انہیں نئی ابھرنے والی بستیوں میں اور نئی کالونیوں میں رہائش کی سہولت ملتی ہے۔

معاشی حالات

بہت کم تفصیلات دستیاب ہیں یہ معلوم کرنے کے لیے کہ شہروں کی ان پسماندہ بستیوں (Ghettos) میں رہنے والوں کی آمدنیاں قلیل ہیں وہ اتنی قلیل ہیں کہ وہ ٹھیک ڈھنگ سے اپنی زندگی بھی نہیں گزار سکتے۔ آمدنی کی صورت حال کا کچھ اندازہ اُن لوگوں کے ظاہری حالات کو دیکھ کر لگایا جاسکتا ہے۔ پہلے مرحلے کے طور پر افراد کی طرف سے کم آمدنی سے خاندان کی قلیل آمدنی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کیوں کہ پسماندہ بستی میں کام کرنے والوں کی تعداد' باہر جا کر کام کرنے والوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔

پسماندہ بستی میں رہنے والوں کی سب سے اہم مشکل معلومات کی عدم دستیابی ہے۔ جو ان کی ترقی کی راہ میں حائل ہوتی ہے۔ انہیں اس بات کی بہت کم معلومات حاصل ہوتی ہیں کہ اُن کے لیے روزگار پیدا کرنے کے کون کون سے ذرائع ہیں اور کون کون سے مواقع مل سکتے ہیں۔ انہیں ملازمتوں کے مواقع کے بارے میں تفصیلات غیر رسمی ذرائع سے حاصل ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی اُن کے پڑوسی' دوست احباب یہ اطلاع انہیں دیتے ہیں جو انہیں نے سرکاری عہدیداروں سے یا غیر سرکاری ذرائع سے حاصل ہوئی ہے۔ پسماندہ بستی کے علاقوں میں بے روزگاری کی زیادہ شرح وہاں کے نوجوانوں میں پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ روزگار کے بازار (Job Market) میں حصہ نہیں لے پاتے ۔ یہ لوگ خانگی طور پر گھروں میں کام کرتے ہیں یا معمولی سے کاروبار کرتے ہیں۔ یہ لوگ دفتر جانے والے کارندوں (White Collar Workers) سے مقابلہ نہیں کر پاتے جو شہر میں ہر طرف کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس کی وجہ کم تعلیم یافتہ ہونا اور روزگار پیدا کرنے کے ہنروں اور مہارتوں سے اُن کی عدم واقفیت یا عدم مہارت ہے۔ اس کے علاوہ باہر کی دنیا سے معاملت کرنے میں ان کے عدم اعتماد کا بھی بڑا دخل ہے۔

ان علاقوں میں کئی لوگ روزانہ محنت مزدوری کرنے والے مزدور ہیں۔ انہیں ہاتھ کی چھپوائی (Hand Printing) جو ملبوسات پر ہوتی ہے یا کپڑوں پر کڑھائی یا سلائی کے کام ملتے ہیں بچے بھی اپنے ماں باپ کی ان کے کاموں میں مدد کرتے ہیں ان میں سے اکثر لوگ تقریباً روزانہ دوسو روپے کما لیتے ہیں۔ جو پانچ آدمیوں کے ایک خاندان کا پیٹ بھرنے کے لیے ناکافی ہے۔

کئی محققین نے پسماندہ بستی میں رہنے والوں کے ساتھ ملازمتوں میں جو امتیازی سلوک کیا جاتا ہے' اس کے بارے میں بہت ساری تفصیلات لکھی ہیں (جیسے سیاہ فام' یہودی' مسلمان وغیرہ) ان تعصّبات کی وجہ سے اچھی ملازمتیں ان لوگوں کو نہیں مل پاتیں۔ پسماندہ بستی کی ثقافتی زندگیوں کے بارے میں کافی تحقیقی مواد دستیاب ہے۔ ان علاقوں میں اجرت پر مزدور مل جاتے ہیں اور اچھی صلاحیتوں کے ہنرمند افراد بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔ عالمیانے کے اس دور میں بھی پسماندہ بستی میں کم اجرت پر کام کرنے والے مزدور مل جاتے ہیں۔

درحقیقت عالمیانے کے عمل نے معاشرے میں کم اجرت پر کام کرنے والوں کو باقی رکھ کر نابرابری کو دوام بخشا ہے۔ کئی ہمہ قومی کمپنیوں (MNCs) میں کم اجرت پر کام کرنے والے پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر نیویارک اور شکاگو میں ابھی بھی دوسرے شہروں کے مقابلے میں کم اجرت پر کام کرنے

والے مل جاتے ہیں۔

اس کا مطلب کیا ہے؟

پسماندہ بستیاں کے مکین، ہندوستان کے تناظر میں جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ انہیں زیادہ عمر والے ہونے کی وجہ سے، کم تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے کم ہنرمند اور پیشوں میں کم مہارت کے حامل ہونے کی وجہ سے اور کمزور صحت کی وجہ سے کئی شہروں میں ملازمتیں نہیں مل رہی ہیں۔ تاہم، مسلمانوں کی نصف تعداد کو یہ تجربہ ہوا کہ اُن کی مذہبی شناخت ان کی ملازمت کے حصول میں مزاحم ہوئی۔ اس قسم کے امتیازی سلوک کا کسی اور گروہ نے ذکر نہیں کیا۔ ایسے مسلمان جنہوں نے اپنی مذہبی شناخت کی وجہ سے ملازمتوں کے حاصل کرنے میں تکلیف محسوس کی وہ شہری پسماندہ بستیوں کی معیشت میں روزگار تلاش کرنے پر مجبور ہوئے۔ مسلمان ایسی ملازمتوں تک محدود ہو کر رہ گئے جنہیں اعلیٰ ذات کے ہندو یا دیگر پسماندہ طبقات کے ہندو اختیار نہیں کرتے۔ کیوں کہ یہ ملازمتیں ادنیٰ درجے کی ہوتی ہیں اور ان سے آمدنی بھی بہت کم ہوتی ہے۔ سچر کمیٹی کی رپورٹ نے بھی اس بات کو نمایاں کیا ہے کہ مسلمان تعلیمی، سہولتوں، قرضوں کے حصول اور روزگار کے معاملوں میں جو عوامی اداروں اور خانگی کمپنیوں میں دستیاب ہیں، بہت پیچھے ہیں۔

خود روزگار کے پیشوں میں مسلمانوں کی حد سے زیادہ تعداد میں نمائندگی

خود روزگار پیدا کرنے والے پیشوں میں مسلمانوں کی نمائندگی کا تناسب 45% ہے جب کہ غیر مسلموں میں یہ تناسب 31% ہے۔ پسماندہ بستیوں کے مکین اکثر یہ محسوس کرتے ہیں کہ قومی دھارے میں شامل ہونے کے لیے انہیں باقاعدہ تنخواہ والے پیشوں میں مواقع حاصل ہونے چاہئیں چاہے وہ عوامی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں یا خانگی شعبے سے بدقسمتی سے عوامی شعبے میں مستقل تنخواہ والی ملازمتیں کافی تعداد میں دستیاب نہیں ہیں جو سارے بے روزگار نوجوانوں کو ملازمت دے سکیں جو پسماندہ بستیوں میں ہیں کیوں کہ ان میں قابل روزگار صلاحیتوں کی سطح نہایت کم ہے۔

عملی حیلیں

غیر سرکاری تنظیمیں (Non- Governmental Organizations) جو پسماندہ بستیوں کی ترقی کے سلسلے میں رضا کارانہ خدمات انجام دیتی ہیں، اُن کا کہنا ہے کہ پسماندہ بستیوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بظاہر کوئی قید خانہ نظر نہیں آتا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ مقامات آزاد ہیں یا اس نوعیت کے قید خانوں سے آزاد ہیں۔ تنقیح کے مقامات پر نقل و حرکت کی پولیس یا مسلح محافظوں کی طرف سے کوئی نگرانی نہیں کی جاتی لیکن ذہنی پریشانی، ناخواندگی (جہالت یا عدم واقفیت) اور حاجت کی امتیاز اور تعصب کے ذریعے نگرانی کی جاتی ہے۔

اروندھتی رائے مسلمانوں کی بدقسمتی کا رونا روتے ہوئے کہتی ہے کہ وہ Ghettos میں رہتے ہیں۔ وہ اس نوعیت کے سخت اور متواتر دباؤ کی حالت میں جو سب سے زیادہ ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان طبقے کے زیادہ تر لوگ ایسی خراب حالت میں دوسرے درجے کے شہری بنے رہنے پر اکتفا کر لیتے ہیں۔ جس میں مستقل طور پر خوف لگا رہتا ہے۔ شہری حقوق نہیں ہوتے اور انصاف کے حصول کے لیے مدد نہیں ملتی۔ ان لوگوں کے لیے روزانہ کی زندگی کیسی ہوتی ہے؟ بہت ہی حقیر سی، سنیما کی قطار میں لڑائی جھگڑے کی طرح یہ ٹرافک کی روشنی کے پاس بلوہ جو مہلک ہو سکتا ہے۔ اس لیے وہ خاموش رہنا سیکھ لیتے ہیں اور اپنے حصے پر رضامند رہتے ہیں اور اُس معاشرے کے حاشیئے پر ہو جاتے ہیں جس میں وہ خود رہتے ہیں۔

غریبی کی شدت اور معاشرتی اخراج

پسماندہ بستیوں کو غیربی سے شدید متاثرہ عوام میں شمار کیا جاتا ہے۔ جس میں آبادی کا 70% سے زیادہ حصہ خط غربت سے نیچے کی زندگی گزارتا ہے اور روزانہ کی اوسط آمدنی شہری افراد کی آمدنی کا ایک تہائی حصہ ہوتی ہے۔ کئی لوگ جرائم سے مستقل خوف کی حالت میں زندگی گزارتے ہیں اور گھروں کے انحطاط پذیر حالت اور اطراف و اکناف کی خستہ حالت کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔

پسماندہ بستیوں کے مقیمین کی معاشرتی اخراج کی حالت زار کے بارے میں حسب ذیل مشاہدایت سے مزید وضاحت ہوگی۔

''ہم جانتے ہیں کہ غریبی' خود مسائل کا سبب نہیں بنتی' یہ اس کی شدت ہے۔ جو بالآخر اپنے اطراف و اکناف کے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور مقیمین کے لیے ملازمتوں کے حصول کو ناممکن بنا دیتی ہے۔ مدارس میں جانے سے روک دیتی ہے۔ صحت کے مسائل پیدا کرتی ہے اور نقل و حرکت کو محدود کر دیتی ہے۔ یہ زندگی کے حالات ہیں جو اکثر نوامیدی' مایوسی اور غیر شریفانہ رویوں کو فروغ دیتے ہیں۔

کئی محققین نے یہ مشاہدہ کیا ہے کہ کسی بھی ملک میں حملہ کا مسئلہ نہایت تشویش ناک بنتا جا رہا ہے۔ خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والے خاندان کی تعداد میں گزشتہ تین دہائیوں کے عرصے میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ پسماندہ بستی میں عام طور پر بے روزگاری کی شرح بہت زیادہ پائی گئی۔ مرکزی دھارے میں حصہ لینے اور پیداوار بڑھا کر معیشت کو فروغ دینے کے مواقع بہت کم ہیں۔ اتنے شدید ناموافق حالات' پسماندہ بستیوں کے آس پاس کے شہری علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔ جس میں ہندوستان بھی شامل ہے۔

پسماندہ بستی میں سکونت پذیر افراد جو زیادہ تر مسلمان ہیں۔ وہ اب غریبی میں گھرے ہوئے ہیں اور جو شہر کے نہایت ہی حقیر سے مزدوری کے کاموں میں مشغول ہیں۔ جیسے رکشا چلانا' گشت لگا کر پھل اور ترکاریاں بیچنا' سڑک کے کنارے معمولی تجارتی کاروبار کرنا اور اس سے بڑھ کر اشیاء کی بازگردانی (Recycling) کے کاموں میں وہ مصروف رہتے ہیں شہر کے ملبے سے نکلنے والے سارے ذرات (Trash) ان کے ہاتھوں سے ہو کر گزرتے ہیں یہ ایسے کاموں میں مشغول ہیں جس میں اُن لوگوں کے جسم کا خون اور گوشت جلتا ہے۔

شہر کی پسماندہ بستیوں میں رہنے کے منفی نتائج

دنیا میں کیے گئے کئی تحقیقی مطالعہ جات میں یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ جو لوگ پسماندہ بستیوں میں رہتے ہیں اُن کے کاہل یعنی سست ہو جانے کے امکانات زیادہ ہیں بہ نسبت اُن لوگوں کے جو ملے جلے معاشرے میں رہتے ہیں۔ ان کے نتائج یہ بتلاتے ہیں کہ پسماندہ بستیوں میں رہنے والے کئی نوجوانوں کے روزگار حاصل کرنے کے امکانات میں اضافہ ہو جاتا ہے اگر وہ وہاں سے منتقل ہو کر اطراف و اکناف کے عام ماحول میں سکونت اختیار کر لیتے ہیں۔

ایسا کیوں ہے؟ رہائشی علاقوں کے عدم توافق کے علاوہ ملی جلی بستیوں کے نوجوان زیادہ بہتر ہو سکتے ہیں۔ کیوں کہ اُن کے آس پاس کے لوگوں کا تعلق مختلف معیشتوں ہے۔ پسماندہ بستیوں میں آمدنی اور مہارتوں کا تنوع نہیں پایا جاتا جو پڑوس کی شہری بستیوں میں ہوتا ہے۔ اس لیے تجارت اور تبادلہ خیالات کے مواقع بہت کم حاصل ہوتے ہیں جو حرکیاتی یعنی فعال شہروں کے معاشی مفادات کے لیے کلیدی اہمیت کے حامل ہیں۔ جو پسماندہ بستیوں میں رہنے والوں کو حاصل نہیں ہیں۔

مجموعی طور پر ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ یہ مقیمین کے لیے کیوں نقصاندہ ہے۔ پسماندہ بستیوں میں رہنے والوں کی پہلی نسل معاشرتی Network سے استفادہ کرتی ہے۔ ثقافتی آسانیوں سے فائدہ حاصل
کرتی ہے۔ اور غالب اکثریتی گروہ کے مخاصمتوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ لیکن پسماندہ بستیاں اپنے بچوں کو دنیا کے وسیع تناظر سے مستفید ہونے سے محروم رکھتے ہیں۔ جو انہیں تعلیم کے حصول کے لیے اور روزگار حاصل کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

اختتامیہ

پسماندہ بستیوں (Ghettoisation) کو ایک تاریخی عمل سمجھ لیا گیا ہے۔ جو امتیازات کے ذریعے عمل میں آتا ہے، یہ مقام کی علاحدگی اور سیاسی عدم اقتدار و اختیار والا عمل ہے۔ ابتداء میں اصطلاح Ghetto کا استعمال قصداً عموماً یہودیوں کی لازمی علاحدگی کے مقام کے لیے کیا گیا۔ جو بعد میں وسیع پیمانے پر پھیل گیا۔ یوروپ میں انیسویں صدی تک اس اصطلاح کو یہودیوں کے مختص علاحدہ علاقے کے لیے استعمال کیا گیا۔ بعد میں امریکہ میں مقیم سیاہ فام لوگوں کے رہائشی علاقوں کے لیے اس اصطلاح کا استعمال کیا جائے گا۔ آج کل اس اصطلاح کو عرف عام میں ایسی جگہ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو لازمی طور پر یا داس کے برعکس اقلیتی گروہوں کے لیے مختص کردہ ہوتی ہے۔ پسماندہ بستیوں سے غالب طبقات کے عدم اطمینان اور معاندانہ رویے کی پیداوار ہے اور اپنے گروہ کے ساتھ رہنے کے دوستانہ رویے کو ظاہر کرتی ہے۔ جو اسی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

پس اس طرح اگرچہ کہ پسماندہ بستیوں میں سکونت پذیر افراد بعض علاقوں میں پسماندہ بستیوں کی تشکیل کے خلاف احتجاج بھی کرتے رہے وہ اُن سے گہری وابستگی بھی رکھتے تھے اور صیانت کے بھی دلدادہ تھے۔ جو انہیں وہاں حاصل تھی۔ ہندوستان کے حالات کے لحاظ سے مسلمان شہری علاقوں کی پسماندہ بستیوں کے مسائل کا سامنا کر رہے ہیں۔ کیوں کہ وہ اپنے رہائشی علاقوں سے منتقل ہونے کے موقف میں نہیں ہیں۔ جس کی کئی ایک وجوہات ہیں۔ جیسے وہ ایک نئے گھر کی خریداری نہیں کر سکتے یا تو وہ تعمیر کرنے والے گتہ اروں کے تعصب کا شکار ہو جاتے ہیں یا اُن کے پاس اتنی رقم نہیں ہوتی جس سے وہ مکان یا جگہ خرید سکیں۔ ان کے دوسرے مقامات کو منتقل نہ ہونے کی دوسری وجہ اس مقام سے ان کی وابستگی بھی ہے۔ اس طرح اور کئی تلخ
حقیقتیں بھی ہیں جو مقامی قائدین کے بارے میں ہیں جو رہائشی علاقوں پر غلبہ رکھتے ہیں، تجارت پر قابض ہیں، خردہ فروشی کے کاروباران کے ہاتھوں میں ہیں۔ قرضوں کی اجرائی کے معاملات وہی طے کرتے ہیں۔ اور وہ شہری علاقوں کی پسماندگی کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے مفادات کو کوئی دھکا نہ پہنچے۔

آج کل کی پسماندہ بستیوں کی جو صورت حال ہے وہ معاشرہ سے خارج کیے گئے طبقات کے لیے مستقل شکل اختیار کر چکی ہے اور یہ مذہبی، نسلی یا نسبی عصبیت کی بدترین شکل میں پائی جاتی ہے۔ وہ غالب قوتیں جو پسماندہ بستیوں کی تشکیل کا سبب بنتے ہیں۔ وہ غریبی کو دوام بخش رہے ہیں اور معاشرتی اخراج کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسے کمزور کرنے کی بجائے تقویت پہنچا رہے ہیں۔ تاہم، خود کی مسلط کردہ علاحدگی اُن عوام سے زیادہ ہے۔ جنہوں نے اسے مسلط کیا ہے۔ آزادی اور مواقع شراکت میں پیدا ہوتے ہیں۔ علاحدگی یا دست برداری میں نہیں یہ اس قانون کی دین ہے جسے ہمارے دستور نے ہمیں عطا کیا ہے۔ جو سب شہریوں کے لیے یکساں ہے۔ سب سے زیادہ صفت جو پسماندہ بستیوں کی ہے وہ یہ ہے کہ وہاں کے مکینوں

کی اکثریت وہاں رہنا پسند نہیں کرتی اگر انہیں اس کا اختیار دیا جائے۔ تاہم، وہ اکثر صورتوں میں وہاں سے دوسرے جگہوں کو نقل مقام کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔